شریعت اسلامیہ میں ماں کا اپنی بیٹی پر عظیم حق ہے لیکن خاوند کو اس سے بھی عظیم حق حاصل ہے

الأم لها حقوق عظيمة في الشرع على ابنتها لكن الزوج حقه على زوجته أعظم

[urdu - اردو - أردو]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434
IslamHouse.com

شریعت اسلامیہ میں ماں کا اپنی بیٹی پر عظیم حق ہے لیکن خاوند کو اس سے بھی عظیم حق حاصل ہے

میری والدہ جس بات کے پیچھے پڑ جائے اسے چھوڑتی نہیں، اور اس کے مطالبات ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، میرے ساتھ میرے خاوند کے متعلق لڑتی رہتی ہے حالانکہ میرا خاوند مجھ اور میری اولاد کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کرتا ہے، میری والدہ چاہتی ہے کہ میرا خاوند اسے سیر و تفریح میں اپنے ساتھ لے کر جائے، اس کے اور بھی کئی مطالبات ہیں، اور بہت زیادہ خرچ کرتی ہے جسے میرا خاوند پسند نہیں کرتا.
میرا خاوند ایك ڈاکٹر ہے اور اپنی ساس کو اتنا وقت نہیں دے سکتا، اور پھر وہ سمجھتا ہے کہ میں اور میری والدہ اکٹھی نہیں رہ سکتیں، میری والد سال میں کم از کم تین یا چار بار ہمیں ملنے آتی ہے، اور چاہتی ہے اسے روزانہ سیر و تفریح کے لیے لے جاؤں چاہے بچوں اور گھر کو وقت نہ بھی دیا جائے.
والدہ تجارت بھی کرتی ہے لیکن اس کے باوجود کہتی ہے تم اپنے بہن بھائی کو اپنے پاس رکھو جن کی عمر سولہ اور اٹھارہ برس ہے، اور اس کے لیے خاوند کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں، دو برس قبل والد صاحب فوت ہوئے تو انہوں نے میری یونیورسٹی میں تعلیم کے لیے قرض لیا تھا اور یہ قرض واپس کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر میری شہرت اتنی خراب ہوئی کہ میں اپنے نام پر کوئی چیز بھی نہیں خرید سکتی.
اس سے بھی بڑھ کر والد فوت ہونے سے کچھ عرصہ قبل میری والدہ نے والد کی ساری جائداد اور مال اپنے نام کروا لیا تا کہ ہم میں تقسیم کرنا آسان رہے، ہم چار بہنیں اور ایك بھائی ہیں، لیکن والد کی وفات کے بعد کہنے لگی وہ سب کچھ توم میرے نام ہے، میں نے تمہارے والد کے قرض کی ادائیگی کے لیے بہت کچھ ادا کیا ہے، قرض کی ادائیگی سے ہی اس کی تجارت یہاں تك پہنچی ہے، اس لیے وہ مرنے تك سارا مال اور جائداد خود ہی رکھے گی.
جب والدہ نے ظاہر کیا کہ وہ والد کے قرض کی ادائیگی کرنا چاہتی ہے تو میں نے کسی کو بتائے بغیر والدہ کو تقریبا ایك لاکھ ڈالر دیے، لیکن والدہ نے قرض ادا کرنے کی بجائے گرمیوں میں رہنے کے لیے ایك گھر خرید لیا، اور بالکل انکار کر دیا کہ اسے میں نے کچھ دیا ہے، شادی سے چھ

برس قبل یہ قرض لیا گیا تھا اور خاوند کو اس کے متعلق علم بھی نہیں ہے اب یہ قرض میرے نام ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس کے علاوہ میری والدہ میرے خاوند کے ساتھ برا سلوك كرتی اور اسے گالیاں بھی نکالتی ہے اور مجھے اس کی نافرمانی کرنے کا کہتی رہتی ہے، کہ والدہ کا تجھ پر خاوند سے بھی زیادہ حق ہے، اور مجھے اپنے خاوند کو معذرت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی ساس سے معذرت کرے حالانکہ اس نے کوئی غلطی بھی نہیں کی، ہم دو ملکوں مصر اور امریکہ میں بٹے ہوئے ہیں، بلکہ کچھ ایام قبل والدہ نے دھمکی بھی دی کہ اگر تم ماں سے محبت کرتی اور اللہ کی نافرمان نہیں کرنا چاہتی تو اپنی اولاد کے ساتھ مجھے ملنے آؤ، لیکن میرا خاوند اکیلا رہنے پر راضی نہیں، ماں کہتی ہے کہ خاوند کی بات نہ سنو بلکہ ماں کی بات مانو، لیکن اس کے باوجود مجھے خاوند یہی کہتا ہے کہ والدہ کے ساتھ حسب استطاعت بہتر سلوك کرتے ہوئے اچھے تعلقات رکھو.
میرا سوال یہ ہے کہ ان حالات میں مجھ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کہ والدہ کے ساتھ کیسے تعلقات رکھوں، اور اسی طرح اس قرض کا ذمہ دار کون ہے، حالانکہ مجھے اس یونیورسٹی میں پڑھائی کر مجبور کیا گیا اور میری عمر بھی اس وقت سولہ اور اٹھارہ برس کے درمیان تھی، خاوند کو اس قرض کے متعلق کچھ علم نیں، اور پھر ماں کے پاس تو قرض کی ادائیگی سے بھی زیاد مال ہے.

الحمد للہ:

اول:

شریعت اسلامیہ میں اللہ سبحانہ و تعالی نے ماں کو بہت ہی بلند مقام عطا کیا ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالی نے اولاد پر ماں کے ساتھ حسن سلوك اور اچھا برتاؤ کرنا واجب کیا ہے، اور نافرمان حرام قرار دی ہے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ حسن سلوك اور صلہ رحمی کا مستحق قرار دیا ہے.

جیسا کہ معروف حدیث میں وارد ہے کہ جب ایك شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگوں میں اس کے حسن سلوك کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:

" تیری ماں، تیری ماں، تیری ماں، پھر اس سے قریب "

صحیح مسلم حدیث نمبر (٢٥٤٨).

ماں کو شریعت نے یہ حق اور مقام و مرتبہ عطا کیا ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اس مقام اور مرتبہ کی بنا پر وہ ناحق اپنی اولاد کا مال کھا جائے، بلکہ اس پر واجب اور ضروری ہے کہ حقداروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کرے، اور شریعت مطہرہ کے مطابق ترکہ اور وراثت ورثاء میں تقسیم کرے.

اسی طرح ماں کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے متعلق خراب کرے اور خاوند و بیوی کے مابین جو حسن معاشرت پائی جاتی ہے اسے خراب کرنے کی کوشش کرتی پھرے، اس ماں نے بیٹی اور داماد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ بہت ہی برا عمل ہے شریعت مطہرہ اس سے انکار کرتی ہے، اور ایسا کام کرنے والوں کو گناہ اور سزا کی وعید سناتی ہے.

اس صورت حال میں آپ کے لیے اپنی ماں کے ساتھ سب سے بڑی نیکی اور حسن سلوك یہ ہے کہ آپ والدہ کو وعظ و نصیحت کریں کہ وہ خاوند اور بیوی کے مابین تعلقات خراب کرنے کی کوشش مت کرے، اور اسے غیبت اور سب و شتم اور ناحق لوگوں کا مال کھانے کی سزا اور گناہ کے متعلق بتائیں، اور اسے بڑے نرم انداز اور بہتر اسلوب سے دعوت دیں جس میں والدہ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہو اور نیکی و حسن سلوك بھی پایا جائے.

دوم:

ماں کو یہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے، اور والدہ کو وہ حاصل ہے، لیکن والدہ کا حق خاوند کے حق سے زیادہ نہیں، بلکہ خاوند کا حق زیادہ عظیم ہے،

اور خاوند كا حق والدہ كے حق پر مقدم ہے، عقلمند بيوى كوشش كرتى ہے كہ خاوند كو ہر اس كام كے ساتھ خوش كرے جو شريعت كے مخالف نہيں، اور وہ اپنى والدہ كے ساتھ بھى ہر اس كام كو سرانجام دے كر حسن سلوك كر سكتا ہے جو خاوند كے حكم اور معاملہ كے مخالف نہ ہو، اور جب دونوں معاملے اور ارادے مختلف ہوں جائيں تو پھر خاوند كا معاملہ مقدم ہوگا.

شيخ الاسلام بن تيميہ رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك عورت شادى شدہ ہے اور وہ والدين كے حكم سے نكل كر خاوند كے حكم ميں آچكى ہے، اس كے ليے والدين كى اطاعت كرنا افضل ہے يا اپنے خاوند كى اطاعت كرنا ؟

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" شادى كے بعد عورت كا خاوند عورت كے والدين سے بيوى كا زيادہ مالك ہے، اور اس پر اپنے خاوند كى اطاعت زيادہ واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

{ پس نيك عورتيں فرماں بردار ہيں، اور غير حاضرى ميں حفاظت كرنے والى ہيں، اس ليے كہ اللہ نے (انہيں) محفوظ ركھا }.

اور حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" دنيا بہترين مال و متاع ہے، اور دنيا كا سب سے بہتر مال و متاع نيك و صالح عورت ہے، جب تم اسے ديكھو تو وہ تمہيں خوش كر دے، اور جب اسے حكم دو وہ تو تمہارى اطاعت كرے، اور جب تم اس سے غائب (دور سفر پر) ہو تو وہ آپ كے مال اور اپنى جان كى حفاظت كرتى ہے "

اور صحيح ابى حاتم ميں ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب عورت اپنے اوپر پانچ فرض نمازيں ادا كرتى ہو اور رمضان المبارك كے روزے ركھتى ہو، اور اپنى شرمگاہ كى حفاظت كرے، اور اپنے خاوند

کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو گی "

اور سنن ترمذی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو عورت بھی اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی "

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے "

اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے اور ابو داود نے درج ذیل الفاظ سے روایت کیا ہے:

" تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان پر خاوند کے بہت زیادہ حقوق رکھے ہیں "

اور مسند احمد میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا:

" کسی بھی بشر کو کسی دوسرے بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح نہیں، اور اگر کسی بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا بیوی پر عظیم حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر خاوند کے قدم سے اس کے سر تك زخم ہو اور اس سے پیپ اور خون رس رہا ہو اور بیوی اسے آگے بڑھ کر چاٹ لے تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی... "

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خاوند کی اطاعت کی فضیلت والی احادیث بھی نقل کی ہیں.

اس سلسلہ میں احادیث بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایك ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ: قرآن مجید میں خاوند کو سید یعنی سردار کا لقب دیا گیا ہے، اور پھر انہوں نے درج ذیل فرمان باری تعالی تلاوت کیا:

{ اور ان دونوں نے دروازے کے پاس اپنے سردار کو پایا }.

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

" نکاح غلامی ہے، جو تم میں سے ہر ایك دو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنی لخت جگر بیٹی کو کس کی غلامی میں دے رہا ہے "

اور ترمذی وغیرہ میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" عورتوں کے ساتھ بہتر سلوك کرو، کیونکہ یہ عورتیں تمہارے پاس غلام ہیں "

چنانچہ عورت اپنے خاوند کے پاس غلام اور قیدی جیسی ہے اس لیے عورت اپنے خاوند کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہیں نکل سکتی، چاہے عورت کا والد یا والدہ یا پھر کوئی اور حکم بھی دے تو امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتی.

اور اگر خاوند اپنی بیوی کو کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہے اور اپنے اوپر واجب کردہ حقوق کی ادائیگی بھی کرے اور بیوی کے متعلق اللہ کی حدود کی بھی حفاظت کرے لیکن عورت کا باپ اپنی بیٹی کو اس میں خاوند کی اطاعت سے روکے تو عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کرنی چاہیے باپ کی نہیں، کیونکہ اس صورت میں اس کے والدین اس پر ظلم کر رہے ہیں، انہیں اپنی بچی کو اس طرح کے خاوند کی اطاعت سے روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں.

اس عورت کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ خاوند کی نافرمانی میں اپنی ماں کی اطاعت کرے، کہ اس سے خلع لے یا پھر جھگڑے تا کہ خاوند اسے طلاق دے دے، یعنی بیوی کو حق حاصل نہیں کہ وہ نان و نفقہ اور لباس و مہر کے متعلق ایسا مطالبہ کرے جس کی بنا پر خاوند اسے طلاق دے دے،

اگر خاوند متقی ہو اور بیوی کے معاملات میں وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو تو بیوی کو طلاق لینے کے متعلق اپنے والدین کی اطاعت کرنا حلال نہیں ہوگی.

سنن اربعہ اور صحیح ابن ابی حاتم میں ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر کسی سبب کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

اور ایك دوسری حدیث میں ہے:

" خلع لینے والی ہی منافقات ہیں "

لیکن اگر اس کے والدین اسے اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، مثلا نماز پنجگانہ کی پابندی اور سچائی اختیار کرنے اور امانت و دیانت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ فضول خرچی سے اجتناب کرنے کا کہیں تو یہ ان احکام میں شامل ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہے، یا پھر جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لیے اسے بھی اس میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے چاہے اسے والدین کے علاوہ کوئی دوسرا بھی یہ باتیں کہے تو اسے یہ ماننا ہونگی تو پھر اگر والدین کہیں تو کیسے نہیں مانےگی ؟

اور جب خاوند اسے کسی ایسے کام سے روکے جس کا حکم اللہ اور اس کی رسول نے دیا ہو، یا پھر اسے کسی ایسے کام کو سرانجام دینے کا حکم دے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو تو اسے اس میں اپنے خاوند کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اللہ خالق الملك کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی"

بلکہ اگر کوئی مالك اپنے نوکر اور غلام کو اللہ کی معصیت کا حکم دے تو غلام کو اس معصیت میں اپنے مالك کی اطاعت کرنی جائز نہیں تو پھر

عورت کو کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی مصیبت میں اپنے خاوند یا والدین کی اطاعت کرے.

کیونکہ خیر و بھلائی تو صرف اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی و معصیت میں ہی ساری کی ساری برائی اور شر ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (٣٢ / ٢٦١ - ٢٦٤).

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا علمی اور مضبوط جواب ہی کافی ہے جس سے مقصد پورا ہو جاتا ہے، کہ آپ کی والدہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ اور آپ کی بیوی کے مابین خرابی اور فتنہ پیدا کرے، اور اس سلسلہ میں آپ کے لیے اس کی اطاعت کرنا حلال نہیں، اور خاوند کا حق اور اس کی اطاعت آپ کی والدہ کی اطاعت سے زیادہ حق رکھتی ہے.

سوم:

بیوی کے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے شخص کو خاوند کے گھر میں داخل کر سکتی جسے خاوند ناپسند کرتا ہو، اور اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں وہ خاوند کی اطاعت چھوڑ کر اپنی والدہ کی اطاعت نہیں کر سکتی، کیونکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

چہارم:

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ سوال میں جس سودی قرض کیا بیان ہوا ہے اس کا گناہ آپ پر ہے؛ کیونکہ آپ اس وقت بالغ تھیں اور اپنے تصرفات کی ذمہ دار بھی تھیں، آپ جتنی جلدی ہو سکے اس قرض کی ادائیگی کریں تا کہ سود میں اور اضافہ نہ ہوتا جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سود سے سچی اور پکی توبہ کریں، کیونکہ سود کا لین دین کرنا گناہ کبیرہ ہے.

ہم اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے، اور آپ کے خاوند اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے.

مزید آپ سوال نمبر (٩٦٦٦٥) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں شادی شدہ بیٹی کی زندگی میں ماں کی دخل اندازی کے اسباب اور اس کا علاج بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .